© rasailojaraid.com

پنجاب میں عربی اور دینی عــلوم

ڈاکٹر محمد طفیل

پنجاب کو تہذیبی اور ثقافتی نقطہ نظر سے بہت ھی بلند مقام حاصل رہا ھے کیونکہ بعــض مــورخین کا اندازہ ھے کہ سب سے پہلا انسان پنجاب میں دریائے ســوان کے کنارے آباد ہوا تھا ۔ (۱) بعــض علماء کے اندازے کیمطابق پہلے یا دوسرے یونانی دور میں انسان اس خطــہ میں آباد ہو گیا تھا ۔ اسکے بعد سے اس خطہ میں مسلسل آبادی اور تہذیب و ثقافت کا دور دورہ رھــا ۔ ٹیکسلا اور ہڑپہ کی کھدائی میں مــلنے والے آثار سے بھی اندازہ ہوتا ھے کــہ پنجاب زمانہ قدیم سے تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ھے ۔ اسی طرح پنجــاب مــیں عــربی زبان اور عــلوم و فنون کو جــو فروغ ملا اس سے بھی انکار ممکن نہیں ۔ کیونکہ اس خطہ میں لاکھــوں انسان ایسے پیدا ہوئے جو عربی زبان سے واقف تھے اور ہزاروں نے عربی زبان کی باقاعدہ تعــلیم پائی اور پھر ان میں سے کتنے ایسے بھی تھے جو عربی میں اپنی تصانیف یادگار چھوڑ گئے ۔

صدر اول کی اسلامی حکومت کا یہ عام دستور تھا کہ جب کوئی علاقہ اسکے زیر نگیں آتا تو وہ اسمیں ایک طرف تو انتــظامی امــور کے لئے حاکم مقرر کرتی اور دوسری طرف عوام کی تعــلیم و تــدریس کے لئے باقاعدہ قــرآء ، حفّــاظ ، محدثین اور عــلماء کو بھی اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علاقے میں متعین کرتی ۔ اس طرح سے حاکم و محکوم میں جو ثقافتی روابط قائم ہوتے وہ دین اور عربی زبان کی ترویج و اشاعت کا ذریعہ بنتے ۔

یہی وجہ ہے کہ ۹۲ھ ۔ ۷۱۱م میں جب مسلمان محمد بن قاسم کی قیادت میں فاتح کی حیثیت سے سندھ میں داخل ہوئے، انھوں نے ملتان کو اپنا دوسرا بڑا مرکز بنایا اور لاھور سے آگے جہلم کی پہاڑیوں تک کا سارا علاقہ سلطنت اسلامیہ کی حدود میں داخل ہو گیا تو یہ علاقہ ہندوستان سے ثقافتی اور لسانی طور پر کٹ کر عملاً حکومت اسلامیہ کا حصہ قرار پایا ۔

لیکن اس سیاسی الحاق سے پہلے بھی زمانہ نامعلوم سے عرب ہندوستان سے واقف تھے اور دنیائے عرب اور ہندوستان کے تجارتی اور ثقافتی روابط بہت ہی قدیم زمانے سے ہیں ۔ حتی کہ قرآن مجید میں بعض ہندی الفاظ کی نشاندھی کی گئی ہے (۲) اس سے بھی آگے سید سلیمان ندوی نے ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کورو اور پانڈو کی لڑائی میں عربی زبان خفیہ بات چیت کا ذریعہ تھی ۔ (۳)

لی بان نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف " تمدن عرب " میں لکھا ہے کہ اسلام سے قبل عرب کے تاجر برّی راستے سے پنجاب کے ساتھ تجارت کرتے تھے (۴) جسکی تصدیق چینی سیاحوں کے بیان سے بھی ہوتی ہے ۔

اگرچہ پنجاب ساحل سمندر اور آبی راستوں سے دور واقع تھا اسکے باوجود غالب گمان یہی ہے کہ عربوں کے پنجاب سے تعلقات زمانہ قدیم سے استوار تھے ۔ البتہ براہ راست رسمی اور لسانی روابط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسوقت استوار ہوئے جب فاتح سندھ محمد بن قاسم اور ان کا جری لشکر لاھور کو ، جو کہ ایک قدیم شہر ھے اور ھمیشہ سے علوم و ثقافت کا مرکز رھا ھے ، عبور کرتا ھوا جہلم کی پہاڑیوں تک جا پہنچا اور یہی سیاسی روابط تاریخی خطہ پنجاب میں عربی زبان و ادب اور دینی علوم کو پہنچانے کا ذریعہ بنے ۔ (۵)

عرب ھندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کیا کرتے تھے اور وہ اسے ھند اور سندھ لکھتے تھے ۔ گویا عربوں کی رائے میں سندھ مستقل بالذات ایک ملک اور حکومت تھی ۔ عربوں کا قدیم سندھ موجودہ پنجاب کا بڑا حصہ اپنے دامن میں سمیٹے ھوئے تھا ۔

سندھ میں عربوں نے جو سیاسی اور ثقافتی مراکز قائم کئیے ان میں الرور ، دیبل اور منصورہ تو موجودہ سندھ میں قائم ھوئے (۶) جبکہ ملتان پنجاب میں ھے اور خضدار بلوچستان کا حصہ قرار پایا ۔ اس حقیقت سے یہ دو امور عیاں ھوتے ھیں، ایک یہ کہ عربوں نے پنجاب میں ملتان کو اپنا سیاسی ، ثقافتی اور علوم و فنون کا مرکز بنایا ، دوسری سچائی یہ معلوم ھوتی ھے کہ پنجاب میں ملتان کو عربی زبان کا پہلا مرکز بننے کا شرف بھی حاصل ھے ۔ عرب ان جملہ مراکز بشمول ملتان میں عربیت اور علوم کے درس و تدریس کا معقول بندوبست رکھتے تھے ۔ (۷)

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ھے کہ سندھ بشمول اکثر حصہ پنجاب-میں عربوں کے دور حکومت میں سرکاری زبان عربی تھی ، کیونکہ تیسری صدی ھجری (نویں صدی عیسوی) کے بعض کتبے جو بھمبور اور دیگر علاقوں سے دریافت ھوئے ھیں ، نیز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملتان کی قدیم ترین عمارتوں پر کنداں الفاظ ، ان سب سے شہادت ملتی ھے کہ اسوقت تحریر و تقریر کی زبان عربی تھی ۔ اس امر کی تصدیق ابن حوقل (۸) اور مقدسی (۹) نے بھی کی ھے ۔ اور ان کی شہادت کے مطابق چوتھی صدی ھجری (دسویں صدی عیسوی) میں منصورہ ، ملتان اور دیبل کے بازاروں میں عربی اور سندھی دونوں زبانیں بولی اور سمجھی جاتی تھیں ۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ھے کہ دو زبانوں کے اختلاط سے تیسری زبان پیدا ھو جاتی ھے اس لئے عین ممکن ھے کہ عربی اور مقامی بولی یعنی سندھی کے اختلاط سے سرائیکی زبان پیدا ھوئی ھو جو پنجاب کے ایک بڑے حصے میں بولی اور سمجھی جاتی ھے ۔ اور پھر سرائیکی زبان کے راستے عربی پنجاب کے دیگر حصوں کی زبان پر اثر انداز ھوئی اور ھندی اور فارسی کے خلط ملط ھو جانے سے پنجاب کی بڑی اور وسیع تر حصے میں بولی ، لکھی و سمجھی جانے والی زبان " پنجابی " نے جنم لیا ھو ۔ کیونکہ سندھی ، سرائیکی اور پنجابی زبان میں عربی زبان کے الفاظ جس کثرت سے ملتے ھیں وہ ھندوستان کی کسی اور زبان میں نہیں ملتے ۔

سندھ چونکہ خلافت اسلامیہ کے مرکز سے کافی دور واقع تھا اسلئے اس میں ضعف اور انتشار پیدا ھو جانا ایک قدرتی امر تھا ۔ چنانچہ چوتھی صدی ھجری دسویں صدی عیسوی کے آخری حصہ میں اس انتشار نے انقلاب کی صورت اختیار کر لی اور ملتان میں ایک الگ حکومت قائم ھو گئی، جس کے بعد اگرچہ ملتان اور اسکے زیر اثر علاقوں کا عرب دنیا سے براہ راست رابطہ منقطع ھو گیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھا لیکن عربیت کے جس پودے کا بیج اس عــلاقه میں بویا گیا تھا ، وہ اب بڑھ کر کافی تن آور درخت بن چکا تھا ۔

خلافت اسلامیه کے اس عہد میں زیر نظر علاقه میں عربی زبان اور اسلامی عــلوم متعارف ہو چکے تھے۔ اور ہمیں یقین ہے که مسلمان علماء نے دینی جذبه اور ملی شعــور سے سرشار ہو کر اس علاقه میں تصنیف و تالیف کی گرانقدر خدمــات سر انجام دی ہونگی ۔ لیکن افسوس که ان عــلمی خزینوں تک ہماری رسائی نه ہــو ســکی اور دست برد زمانه سے وہ علمی ذخیرے محفوظ نه رہ سکے ۔ جیسا که چچ نامه کے مطالعه سے پته چلتا ہے که اســکا اصل عربی متن تو ضائع ہو گیا اور ہمارے ســامنے اســکا صرف فارسی ترجمه باقی ہے(۱۰) اسی طرح دیگر علمی تصانیف بھی ضائع ہوئی ہونگی ۔

اس عہد میں بغداد کو علمی مرکز کا درجه حاصل تھا ۔ اســلئے ان علاقوں کے بہت سے اہل علم ترک وطن کر کے بغداد مــیں جــا بسے (۱۱) اور انہوں نے وہــاں ہــندوستانی عــلوم ، ریاضی ، نجوم ، طب ، فلسفــه اور بلاغت وغیرہ کو متعارف کرایا اور ان علوم و فنون میں اعلی مقام پیدا کیا ۔ پھر علوم و فنون کی خدمت کرنے والوں میں وہ مــوالی بھی شامل ہیں جو جنگی قیدیــوں کی حیثیــت سے ان علاقوں سے لے جائے گئے اور ہمیشه ہمیشه کے لئے عرب معاشرے میں ضم ہو کر رہ گئے اور سازگار فضا ملتے ہی ان میں بلند پایه شعراء اور رواۃ حدیث پیدا ہوئے ۔

مختصر یه که اس عہد میں پنجاب نه صرف عربی ثقافت سے واقف ہو چکا تھا بلکه اس میں عربی زبان سرکاری زبان کی حیثیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے رائج تھی اور جس قدر علوم و فنون اس وقت تک معلوم ہو چکے تھے ان علاقوں میں ان کی اشاعت شروع ہو چکی تھی اور یہاں سے ابتدائی علم حاصل کر کے علماء اعلی تعلیم و تدریس کے لئے بغداد کا رخ کیا کرتے تھے ۔ اور یقیناً جب ایسے اعلی تعلیم یافتہ علماء اپنے علاقوں کو لوٹتے ہوں گے تو ان علاقوں میں علمی چرچے عروج پر ہوتے ہونگے ۔ اسطرح پنجاب و عرب تعلقات قائم ہوئے اور پروان چڑھتے رہے ۔

ان علاقوں کے باشندوں نے عرب حکومت کے ابتدائی مراحل میں ھی مسلمانوں کی ثقافت کو اپنا لیا تھا ۔ انھوں نے عربوں کے رسم و رواج ، عادات ، لباس ، حتیٰ کہ ان کی زبان کو جو کہ ازمنۂ وسطیٰ میں مہذب دنیا کی بین الاقوامی زبان کا درجہ اختیار کر چکی تھی ، ذریعہ گفتگو بنا لیا تھا ۔ لباس کے بارے میں بھی خاصے اثرات دیکھنے میں آئے تھے ۔ چنانچہ بارھویں صدی عیسوی میں ادریسی سندھ میں آیا تو اس نے لوگوں کو عربوں کی طرح شلوار و قمیص اور بعض علاقوں میں چغہ پہنے ہوئے دیکھا ۔ (۱۲) نیز ملتان اور منصورہ کی رعایا اپنے حکمرانوں کو عربوں کی طرح ,,امیر ،، کہہ کر پکارتی تھی لیکن غیر مسلم ان کو ,, مہاراج ،، کہتے تھے (۱۳) ۔ گویا فاتح اور مفتوح قوم دونوں ایک دوسرے سے اثر قبول کر رہے تھے ۔

(۲)

پنجاب میں اسلام کی روشنی دو طرف سے آئی اور اسی طرح اسلامی ثقافت ، عربی زبان اور دینی علوم و فنون بھی دونوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راستوں سے داخل ہوئے ۔ پہلا راستہ سندھ سے ہوتا ہوا پنجاب پہنچتا ہے اور دوسرا راستہ صوبہ سرحد کو عبور کرتا ہوا پنجاب میں داخل ہوتا ہے ۔

چوتھی صدی ہجری دسویں صدی عیسوی کے ربع آخر میں غزنویوں نے شمال مغرب سے ہندوستان پر یلغار کی ۔ ۳۵۲/ ۹۶۳ ء میں البتگین غزنی کا حکمران فوت ہوا تو اس کے عہد میں ہندوستان کی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ شروع ہو چکی تھی ۔ اگرچہ غزنی میں اقتدار کے لئے اکھاڑ پچھاڑ جاری رہی تاہم ۳٦۷ ھ ، ۹۷٦ ء میں سبکتگین تخت نشین ہوا اور حکومت کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ہندوستان (۱۴) کی حدود کی طرف توجہ کی۔ ان کے مقابلے کے لئے پنجاب کے راجہ جے پال نے لشکر جرار تیار کیا تھا ۔ لمغان کے مقام پر جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور مصالحت پر لڑائی ختم ہو گئی ۔ جے پال نے پھر سرتابی کی اور ہند کے دیگر راجوں کی مدد سے لڑائی کے لئے لشکر تیار کیا۔

اس مرتبہ سبکتگین نے اسے شکست فاش دی اور لمغان سے پشاور تک کے علاقے پر قبضہ کر لیا ۔

سبکتگین کے انتقال کے بعد ۳۸۸ ھ ۔ ۹۹۸ ء میں محمود تخت آرائے غزنی ہوا ۔ ۳۸۹ ھ ۔ ۹۹۹ ء میں اسے خلیفۂ بغداد کی طرف سے خلعت اور ,, امین السلطنت یمین الدولة ،، کا خطاب ملا ۔ ۳۹۲ ھ ۔ ۱۰۰۱ ء میں محمود برصغیر کی حدود میں داخل ہوا اور اس نے ہندو راجوں کے خلاف مسلسل کئی جنگیں لڑیں ۔ (۱۵)

۴۱۳ ھ ۔ ۱۰۲۲ ء تک محمود نے پنجاب کو سلطنت غزنی کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ساتھ باقاعدہ ملحق کر لیا تھا اور اب یہ سارا علاقہ بلا واسطہ اسلامی سلطنت کا حصہ بن چکا تھا اور شمالی ہند میں لاھور نے ایک اسلامی مرکز کی حیثیت اختیار کر لی تھی ۔ اسے علماء ، صوفیہ اور مبلغین نے اپنا مسکن بنا لیا تھا ، نیز جاگیروں اور ملازمتوں کی خاطر قبیلوں کے قبیلے غزنی ، کابل اور بلخ وغیرہ سے منتقل ھو کر پنجاب میں آباد ھونے لگے تھے ۔ گویا اس طرح سے پنجاب اسلامی ثقافت اور اسلامی علوم و فنون سے روشناس ھونے لگا تھا اور دینی علوم اور عربی زبان سے یہ پنجاب کا دوسرا رابطہ تھا جو ماوراء النہر اور غزنی کے راستہ سے قائم ھوا ۔ یہ رابطہ بعد میں اسقدر اھمیت اختیار کر گیا کہ اس علاقہ کو عراق و شام کی وراثت اور ھم سری زیب دیتی تھی ۔

سلطان محمود خود بڑا علم دوست انسان تھا ۔ سلجوقی اور غوری دور کی تصانیف میں محمود کی علم پروری اور عدل و انصاف پسندی کی بےحد تعریف کی گئی ھے ۔ وہ مذھباً سنّی تھا ۔ اولیاء اور صوفیہ کے ساتھ ساتھ اھل علم کا بڑا ادب کرتا تھا اور علم پھیلانے میں کوشاں رھتا تھا ۔ ابو ریحان البیرونی جیسا عالم اسی کے زیر سایہ تحقیق و جستجوئے علمی کے لئے آفاق میں گھومتا رھا ۔ اس نے نندنہ جھلم میں بیٹھ کر زمین کا قطر معلوم کیا ۔ ابو الفضل، بیھیقی ، ابو نصر عتبی اور گردیزی جیسے مورخ اسکے منشی اور سیکرٹری تھے ۔ شمس الکفاۃ احمد بن حسن المیمندی جیسے نابغوں کو اسکی وزارت کا شرف حاصل رھا ۔ (١٦)

۴۲۱ ھ ۔ ۱۰۳۰ء میں سلطان محمود کا انتقال ھوا تو سلطان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسعود مسند آرائے سلطنت ہوا ۔ وہ بھی اپنے والد کی طرح بڑا علم دوست اور عالم نواز شخص تھا ۔ اور خود بھی اعلی درجے کا مصنف تھا ۔ اسطرح یہ سیاسی خاندان علم پروری بھی کرتا رہا ۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں عام طور پر اور پنجاب میں خاص طور پر علمی فضا پیدا ہو گئی ۔ انکے علم دوست رویہ سے پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی کو بڑھانے میں بڑی مدد ملی ۔ نیز اسکے بعد عہد غلاماں میں ہلاکو خان اور چنگیز خان کی تاخت و تاراج کی وجہ سے لوگ ایران ، کابل ، خوارزم ، غور ، خیوا ، کاشغر وغیرہ سے جان بچا کر بھاگے اور برصغیر کے ان علاقوں میں آ کر بس گئے جنھیں آجکل پنجاب کہا جاتا ہے ۔ اسطرح سے اس تاریخی خطہ میں اسلامی علوم و فنون اور عربی زبان راسخ ہو گئی ۔

(۳)

غزنوی جب پنجاب میں داخل ہوئے تو انکی دفتری زبان عربی تھی ۔ اسکے ساتھ عربی علمی اور ادبی زبان بھی تھی ۔ مسلمانوں کا مرکز دربار خلافت بغداد میں تھا جسکی زبان عربی تھی ۔ مزید یہ کہ اسوقت تک صرف عربی ھی ایک ایسی زبان تھی جو دفتری زبان ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی ۔ اگرچہ غیر عرب ریاستیں وجود میں آچکی تھیں لیکن فارسی یا ترکی زبان کو اس درجہ ترقی نصیب نہیں ہوئی تھی کہ وہ دفتری زبان بن سکتیں ۔ یہی وجہ تھی کہ محمود کی حکومت کے دور میں دفتری کاروبار عموماً عربی زبان میں ہوتا رہا ۔ محمود غزنوی کا پہلا وزیر ابو العباس فضل بن احمد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسفرائنی عربی میں مہــارت نہــیں رکھتا تھا ۔ اُسنے فرامین اور مراسلات فارسی میں لکھوانے شروع کئیے ۔ لیکن مراسلـت کا یه فارسی طریقه دیرپا ثابت نه هوا اور ابو العباس کا عربی کے خلاف تعصب زیادہ دیر تک نه چل سکا ۔ (۱۷) ابــو العبــاس کے بعد خواجه احمد بن حسن المیمندی وزیر هوا تو اس نے مراسلات اور فرامین کی زبان پھــر سے عربی قرار دے دی ۔ اس سلسلے میں آقائے سعیـد نفیسی رقم طراز هیں ۔

« به سبب آنکه در عربیت پیاده و بے ما یه بود ۔ امثله و معاشیر دیوانی و مقدمات و احکام سلطانی را فرموده بپارسی نـوشتن ۔ وزیر احمد حسن اشارت گرداند تا برقرار قدیم و قاعده سالف مقدمـات بروایت عربی نویسند » ۔ (۱۸)

اس طرح سے پنجــاب میں عــربی زبان کی جڑیں مضبوط سے مضبــوط تر هوتی گئیں ۔ ابو العباس نے دوباره وزارت عظمیٰ کا عہده سنبھالا ۔ اسکے دونوں عہدوں کے مابین ۴۱٦ ھـ ۔ ۱۰۲۵ء تا ۴۲۲ھـ ۔ ۱۰۳۰ء ابو علی حسن بن محمد بن عباس المعروف به «حســنک میکال » وزیراعظــم رها ۔ اسکے دور میں بھی عــربی زبان هی دفتری زبان رهی ۔ سلطان محمود خود عربی زبان کا بلند پایه عالم و فاضل تھا ۔ اسلئے اسکے عہد میں یقینی طور پر عربی زبان کو سرکاری اور دفتری زبان کا درجه حاصل رها ۔

منصوره کے ساتھ ساتھ مــلتان میں شروع سے هی عربی زبان کو سرکاری زبان کا درجه حاصل تھا اور غزنویوں کی آمد کے بعد بھی یہی سلسله جاری رها جسکی شہادت ابن الحوقل کے سفر نامے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملتی ھے ۔ واضح رھے کہ ابن الحوقل نے چوتھی صدی ھجری کے آخری نصف میں ان علاقوں کا سفر کیا تھا اور وہ لکھتا ھے کہ ملتان اور منصورہ کے لوگ مقامی زبان اور عربی میں گفتگو کرتے تھے ۔ (۱۹) البتہ چوتھی صدی ھجری ختم ھوتے ھوتے ملتان میں دیلمیوں کا قبضہ ھو گیا تھا تو وھاں عربی کی جگہ فارسی نے لینی شروع کر دی تھی ۔

یہ حقیقت ثابت ھونے کے بعد کہ غزنویوں کے ھاں خواجہ ابو الحسن المیمندی سے لے کر ابو بکر بن صالح تک جو لوگ بھی وزارت‌عظمٰی کے عہدے پر فائز ھوتے رھے وہ سب عربی کے عالم و فاضل تھے اور سب نے عربی کو سرکاری زبان کی حیثیت سے قائم رکھا ، یہ بات بیان کرنا بھی ضروری معلوم ھوتا ھے کہ حکومت کے دیوان انشاء اور اسکے صوبوں کے درمیان جو خط و کتابت ھوتی تھی وہ عربی زبان میں ھی ھوتی تھی اور لاھور جو ھندی محروسہ علاقوں کا دارالحکومت تھا وھاں بھی عربی ھی سرکاری زبان تھی اور مرکزی حکومت کے ساتھ ساری خط و کتابت عربی زبان ھی میں ھوتی تھی۔

چنانچہ دفتری اصطلاحات میں ھم آھنگی پیدا کرنے اور ابہام سے بچنے کے لئے عہد غزنوی میں اصطلاحات کا مفہوم متعین کیا گیا تھا اور اصطلاحات کی ایک طویل فہرست تیار کی گئی تھی جس پر نظر ڈالنے سے معلوم ھوتا ھے کہ اس فہرست میں شامل جملہ اصطلاحات عربی ھیں ۔ یہی نہیں کہ فارسی کلمات کی جگہ عربی کلمات تجویز کئے گئے تھے بلکہ بعض اوقات مفہوم کو بیان کرنے کے لئے خود عربی کلمات ھی کے مقابل عربی اصطلاحی کلمات مقرر کئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گئے تھے ۔ مثلاً عطاء کی جگہ بذل ، حکم کی جگہ قضیہ ، آخر کی جگہ عـقب ، فضـولی کی جگہ تطاول ، صنیعـہ کی جگہ عقار ، مراد کی جگہ فرض ، اور خراج کی جگہ ضریبہ وغیرہ مقرر ہوئے ۔ بہرحال یہ ایک دلچسپ مطالعہ ہے (۲۰) کہ عہد غزنوی میں عربی زبان کی دفتری اصطلاحات کس طرح متعین ہوئیں ۔

اس بارے میں یقیناً دو آراء نہیں ہو سکتی ہیں کہ غزنوی دور کے خاتمے تک عربی زبان کے زوال کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ۔ ابو نصر عتبی نے اپنی تاریخ „ الیمینی " عـربی میں لکھی ۔ جبکہ اس کتاب کی زبان بہت ٹکسالی ہے ۔ لیکن ابو الفضل بیہقی نے اپنی مبسوط تاریخ تیس جلدوں میں فارسی میں قلمبند کی ۔ اسی طرح گردیزی نے اپنی "زین الاخبار" بھی فارسی میں تحریر کی ۔

اگرچہ غیر عرب ریاستوں میں غزنویوں کے بعد عربی سرکاری زبان کی حیثیت سے زندہ نہ رہی لیکن علمی اور ادبی میدانوں میں عربی زبان کی جو خدمت غیر عرب یعنی عجمیوں نے کی وہ عربوں کی خدمت سے کہیں زیادہ ہے (۲۱) اسلئے اس خطہ میں عربی علمی اور دینی حیثیت سے ہمیشہ زندہ رہے گی ۔

پنجاب میں علوم اسلامیہ اور عربی زبان و ادب کی باقاعـدہ تدریس کا سلسلہ غزنویوں کے عہد میں قائم ہو گیا تھا ۔ جب محدث اسماعیل (مـتوفی ۴۴۸ ھـ) پہلی بار لاہور میں جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے وعظ و تبلیغ کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا ۔ (۲۲) اور اس کے ساتھ ہی پنجاب میں عربی زبان اور اسلامی ثقافت معیار فضیلت قرار پاگئیں ۔ عربیت اور منقـول کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باقاعدہ تعلیم بدستور جاری رہی ۔ البتہ مقامی ضروریات کے مطابق کچھ تغیرات ہونے شروع ہو گئے تھے اور عقلی علوم کے ابتدائی مدارج طے ہوتے رہے ۔ عربی زبان کا تدریسی مقام تو برقرار رہا البتہ اس دور میں روز مرہ کی بول چال میں پہلوی زبان کی آمیزش ہونے لگی تھی ۔

عربی اور پہلوی زبانوں کی باہم آمیزش سے جو نئی زبان ابھری وہ ,, فارسی ،، کے نام سے متعارف ہوئی ۔ اگرچہ علمی تصانیف میں عربی زبان کا بلند مقام ہمیشہ مسلم رہا ۔ تاہم شعر و شاعری میں فارسی کو فروغ ملنے لگا تھا ۔ لیکن یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ فارسی شاعری کے اوزان ، بحرین ، قافیے ، اصناف سخن ، صنائع بدائع وغیرہ سب کے سب عربی زبان سے مستعار لیئے گئے ہیں (۲۳)۔ یہی وجہ ہے کہ نظامی گنجوی نے کاتب یا دبیر کے لئے جو نصاب تجویز کیا (۲۳) اس میں قرآن حکیم ، احادیث نبویہ ، آثار صحابہ ، امثال عرب ، کلمات عجم اور مطالعہ کتب سلف کو لازمی قرار دیا ۔ جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ خود فارسی ادباء عربی زبان کو کیا مقام دیتے رہے ہیں ۔ نیز عربیت کے تن آور درخت پر فارسیت کی جو بیل چڑھی تھی وہ کس حد تک عربیت کے سہارے کی محتاج تھی ؟ ۔ یہی نہیں تاریخ یمینی کے مصنف کے بقول اس دور میں عربی زبان کو چھوڑ کر فارسی زبان کا استعمال جہل کی علامت تصور کیا جاتا تھا ۔ (۲۵) جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدیوں علمی تصنیف و تدریس میں عربی کا مقام بلند رہا جبکہ فارسی محض تاریخ نویسی اور مجلسی آداب تک محدود رہی(۲۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسے جیسے اسلام پھیلا ، اسکا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر ھوتا گیا اور اسکے مسائل و ضروریات میں اضافہ ھوتا رھا ، تو مسلمانوں نے نقلی علوم میں بھی اضافہ کیا ـ چنانچہ کتاب و سنت اور آثار صحابہ کے تحقیقی مطالعہ سے استنباط احکام کا عمل تدوین فقہ اربعہ کی صورت میں وقوع پذیر ھوا۔یہ ضرورت ساری دنیا میں محسوس کی گئی اور اسکی نشوونما میں دیگر بلاد اسلامیہ کی طرح پنجاب نے بھی اپنا حصہ ادا کیا ـ چنانچہ محمد بن حسن الصاغانی سے لیکر جان محمد لاھوری اور محمد صدیق لاھوری سب اس میدان میں حصہ ڈالتے دکھائی دیتے ھیں ـ اسکے بعد قضاء کی ضرورتوں میں اضافہ ھوا تو تدریس میں فقہ کو زیادہ جگہ دی جانے لگی لیکن تفسیر و حدیث کو اپنی خاص حیثیت نیز فقہ کے بنیادی مآخذ ھونے کی بناء پر ترک نہیں کیا گیا ـ

عربیت اور نقلی علوم کے ساتھ تمدن کی وسعت اور تعلقات کی افزائش کے سبب مسلمانوں کو دیگر اجنبی علوم حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ھوئی ـ یہاں تک کہ ھندوستان اور عجم کے خاص عقلی علوم و فنون مثلاً منطق ، فلسفہ ، ریاضی اور ھیئت وغیرہ نے بھی نصاب تعلیم میں جگہ پائی ـ الغرض عربیت جس میں فارسی کی آمیزش تھی ، منقول جس میں فقہ مقصود بالذات بن چکی تھی ، معقول جسکا نیا نیا چرچا ھوا تھا ، ان تینوں کے عَلم اٹھائے غزنوی سپاہ اور اھل علم لاھور میں داخل ھوئے اور پھر یہیں سے روشنی لیکر غوری ، اجمیر اور دھلی گئے ، اور یہیں سے یہ روایت حدیث پورے برصغیر میں پھیلی ـ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس عظیم خطه میں درس و تدریس کو همیشه بلند مقام حاصل رها ۔ چنانچه غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو علماء اس مقدس پیشه سے وابسته تھے وہ سبھی فقه ، اصول فقه اور عربیت کے ماهر مانے جاتے تھے ۔ (۲۷) مزید یه معلوم هوتا هے که ساتویں صدی هجری تیرهویں صدی عیسوی میں فقه ، اصول فقه اور عربیت کو غلبه حاصل هو چکا تھا ۔ اگرچه عقلی علوم شامل نصاب رهے لیکن ان کی چنداں حیثیت نہیں تھی ۔ فقه کے ذوق و شوق کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا هے که فقه کی مشہور کتاب " هدایه " برهان الدین محمود بن ابی الخیر المرغینانی (م ۶۷۸ ھ ۔ ۱۲۷۹ ء) کے ذریعے هندوستان آئی اور پھر یہاں کی علمی فضا پر اسطرح چھائی که سارے معاشرے کو حنفی بنا کر رکھدیا ۔

الثقافة الاسلامیه فی الهند (۲۸) کے مصنف کے مطابق آٹھویں صدی هجری چودھویں صدی عیسوی میں محمد بن تغلق نے عقلی علوم کی سرپرستی میں اضافه کیا اور اگلی صدی میں پنجاب کے مشہور معقولی علماء شیخ عبداللہ تلنبی اور عزیزاللہ تلنبی (۲۹) نے اس علم کو بام عروج پر پہنچا دیا ۔ تاهم عربیت اور فقه و اصول فقه کی حیثیت مسلم رهی ۔

البته نویں صدی هجری ۔ پندرھویں صدی عیسوی کے آغاز تک یه آثار دکھائی دینے لگے تھے که معقول کے مقابلے میں منقول کی حیثیت کم هوتی جا رهی هے کیونکه ساتویں صدی کے مشہور پنجابی عالم محمد بن حسن الصاغانی (۶۵۰ ھ ۔ ۱۲۵۲ م) کی " مشارق الانوار " کے علاوہ اس دور میں حدیث کی کوئی اور کتاب شامل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درس دکھائی نہیں دیتی اور اگر کوئی شخص اس میدان میں بہت ھی ترقی کرتا تھا تو بغوی کی „ مصابیح السنۃ „ پر اکتفا کر لیتا(۳۰)

لیکن نویں صدی ھجری میں حدیث کا مقام اس سے بھی گھٹ کــر رہ گیا جب وہ صرف برکت کے حصول کے لئے پڑھی جاتی تھی نہ کہ قانونی ماخذ اور کلید کی حیثیت سے ۔ جیسا کہ مولانا عبدالحئی لکھنوی کے الفاظ میں (۳۱) „ علی طــریقــۃ البرکۃ لا للعمل بہ „ ، „حدیث صرف برکت کے حصول کے لئے پڑھــی جاتــی نہ کہ اس پر عمــل کرنے کے لئے „ ۔ اس کے بعد تیار شدہ فقہ پر بھروسہ کا دور دورہ ھوا اور اس دور میں فقہ کے بنیادی مــاُخذ حدیث نبوی کی طرف توجہ کم سے کم ھوتی گئی ، اگرچہ اب تک عربیت کی حیثیت برقــرار رھــی ، لیــکن دســویں صدی ھجری میں فارسی کو علمی دنیا میں کچھ نہ کچھ جگہ مل چکی تھی اور عربی کے ابتدائی قواعد اور فقہ کی ابتدائی کتب فارسی میں دستیاب ھو کر شامل درس ھو گئی تھیں ۔

اس دور میں بھی تعلیم و تدریس میں عربی زبان کو پہلا اور فارسی زبان کو دوسرا درجہ حاصل رہا (۳۲) ۔ حتی کہ اس دور میں پنجاب کے مشہور ادیب اور مصنف و مفسر ابو الفیض فیضی (۱۰۰۴ھ) نے بے نقط تفسیر ، „ سوا طع الالہام „ لکھ کر عربی زبان کا مقام ھندوستان اور پنجاب کی جمــلہ زبانوں میں بلند کر دیا اور عربیت کو نہ صرف اپنا مقام قائم رکھنے بلکہ اسے بلند کرنے میــں خاصی مدد بہم پہنچائی ۔ لیکن اس دور میں عربی زبان کا ایک طرف فارسی سے مقابلہ تھا تو دوسری طرف ترکی اور سنسکرت وغیرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی اسکے مقابلے میں کھڑی دکھائی دیتی تھیں اور اسکے ساتھ ساتھ معقولات ، فلکیات اور ریاضیات جیسے سیکولر علوم بھی یلغار کر رہے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر کے عہد میں درس و تدریس کے نظام ھی میں تبدیلی آ رھی تھی اور وہ ایک نئی شکل اختیار کر رہا تھا ۔ (۳۳)

اس دور میں اس خطہء ارضی میں شیخ عبدالحق ، شاہ ولی اللہ اور شیخ احمد سرھندی جیسے اصحاب علم و فکر اور عمل کے پیکروں نے لوگوں کے ذھن و عقل کو اسلام کی صحیح اور سچی تعبیر سے واقف کیا جسکے اثرات براہ راست پنجاب پر بھی مرتب ھوئے اور عربیت اور معقولات کو پھر سے فروغ ملنے لگا اور مولانا نظام الدین سہالوی (۱۱۶۱ ۔ ۱۷۴۸) نے ایک نصاب مرتب کیا جو ,, درس نظامی ،، کے نام سے مشہور ھوا جو وقت کے تقاضوں کے پیش نظر نہایت متوازن تھا ۔ وہ نصاب گیارہ مضامین پر مشتمل تھا (۳۴) جس میں معقولات ، منقولات ، عربیہ اور ھر طرح کے علوم و فنون کو مناسب جگہ دی گئی تھی ۔ یہ درس نظامی نہ صرف پورے ھندوستان میں رائج ھوا بلکہ اسکے فیض یافتہ دنیا کے اکثر خطوں میں اب تک دین کی خدمت میں مصروف نظر آتے ھیں ۔ یہی نصاب پنجاب کے جملہ علاقوں اور مدارس میں زیر تدریس آیا ۔ اور اسکے بعد کے اکثر علماء نے اپنی تصانیف کا دائرہ نصابی کتب کی شروح و حواشی لکھنے تک محدود رکھا ۔ برصغیر میں انگریزوں کی آمد تک درس نظامی بعض ترامیم کے ساتھ پورے پنجاب میں رائج رہا البتہ اسمیں صرف و نحو پر زیادہ زور دیا جانے لگا تھا ۔ جبکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عربی ادب کی مقدار کم ہو گئی تھی ۔ اسی طــرح کلام ، حکمت ، منطق اور فلسفہ وغیرہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی لیکن تفسیر اور حدیث کو ان کا صحیح مقام حاصل نہ رہا ۔ البتہ دارالعلوم دیوبند کے قیــام کے بعذ سے اس خطہ میں دورہ حدیث کا رواج ھــوا ۔ جس کے تحت طالب عــلم صحاح ستہ پڑھ تو لیتا لیکن ان کے مطالب سے واجبی سا واقف ھوتا تھا ۔ (۳۵) ۔

اس سارے بیان سے یہ واضح ھوتا ھے کہ پنجاب میں مسلمانوں کی آمد سے لیکر قیام پاکستان تک عربی کا کیــا مقــام رہا ۔ پہلی بات تو یہ ھے کہ گیارہ بارہ صدیوں پر پھیلے ھوئے اس طویل عرصہ میں جو بھی سیاسی اور اجتماعی تغیرات رونما ھوئے ، بیرونی یا اندرونی جو بھی اثرات فضــا میں ابھرے وہ عربی زبان و دینی علوم کی مسلمہ حیثیت پر اثر انداز نہ ھو سکے اور یہ ھر دور میں بدستور علم ، فضیلت اور ثقافت کی علامت بنے رھے اور ھر عہد میں علم کے حصول کے لئے عربیت بنیادی شرط رھی اور خاص طور پر جہاں دینی علوم ھونگے وھاں عربیت ناگزیر ھے ۔ تفسیر ، حدیث ، فقہ اور اصول فقہ تک رسائی عربیت کے بغیر ممکن ھی نہیں ھے ۔ نیز تصوف اور دیگر علوم پر ملکہ کا حصول بھی عربیت کے بغیر متصور نہیں کیا جا سکتا ۔

اس سلسلے میں دوسری بات یہ کہی جا سکتی ھے کہ اتنــی طویل مدت میں کوئی وقت بھی ایسا نہیں آیا کہ عــربی زبان پر عبور حاصل کئے بغیر کوئی شخص عالم ، فاضل ، مصنف یا تعلیم یافتہ کہلا سکے ۔ اور البیرونی کے عقیدے کے مطابق بنے بنائے قصــر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی کلید (عربیه) هاتھ میں هوتے هوئے نئے مکان کی تعمیر حالات اور عقل دونوں کے تقاضوں کے منافی هے (۳٦) یعنی عربیت کو چھوڑ کر مقـامی زبانوں میں لکھنا اپنے کو محـدود کرنے کے متـرادف هے ۔ اسیطرح شعوبیه تحریک سے لیکر قومیت کی جـدید تحریکوں تک مسلم اقوام میں عربوں کے خلاف سیاسی جذبه رقابت تو ابھرا لیکن عربی زبان کے خـلاف کم هی آواز بلند هوئی ۔ پنجاب کی پوری تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم هوتا هے که غزنویوں کے بعد اگرچه یہاں کی سرکاری زبان عربی نه رهی لیکن دینی اور ثقافتی زبان کی حیثیت سے اسے همیشه بلند مرتبه حاصل رها اور جو فاضل مصنف مقامی حدود سے نکل کر اپنی بات پورے عالم اسلام میں پہچانے کا داعی هوتا تھا وہ صرف عربی زبان کو هی ذریعه اظہار بناتا تھا ۔ ایسا کرتے وقت بھی عربیت کا دینی اور لسانی پہلوپیش نظر رهتا تھا۔

هم جس خطه کے متعلق گفتگو کر رهے هیں اسکا تعلق عـربیه کے ساتھ دو ذریعـوں اور راستوں سے هوا ۔ پنجاب عربی زبان سے پہلی بار سندھ کے راستے سے متعارف هوا ۔ یه وہ وقت تھا جب اهل عرب میں تصنیف و تالیف کا رواج بہت هی محدود تھا ۔ اور وہ زیادہ تر قوت حافظه پر اعتماد کرتے تھے ۔ لہذا اس دور کی تصانیف تک هماری رسائی نہیں هوئی ۔ اسلئے ان کے بارے میں کچھ کہنا ممکن نہیں ۔

پنجاب عربیت اور اسلامی علوم سے دوسرے طریقے سے اسوقت واقف هوا جب غزنوی موجودہ افغانستان اور پاکستان کے صوبه سرحد سے هـوتے هوئے پنجاب آئے اور اپنے ساتھ بہت سے عـلماء اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فضـــلاء کو لائے ـ اور جب اس خطه میں تصنیف و تالیف کے لئے حالات سازگار ہوئے تو بیشتر عـــلوم و فنون کی تنقیح و تہذیب ہو چکی تھی اور خاص کر منقولات میں ترقی و اضافه کی گنجـــائش بہت ہی کـــم باقی تھـی ـ اسلئے صـــرف جمع و ترتیب اور بیان و شرح میں ترقی و اضافه کی قابلیت کے جوہر دکھـائے جا سکے ـ چنانچه اس سلسلے مـــیں الصاغانی نے بہت ہی عمده کام کیا اور «مشارق الانوار» جیسی بلند پایه کتاب عـــلم حدیث میں ترتیب دی اور جسکی وجه سے پنجاب کے خطے کو علمی حلقوں اور طلبائے حدیث میں شہرۂ دوام مـــلا ـ نیز الصاغانی نے موضوع احادیث کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور اس سلسلے میں «درالملتقط فی تبیین الغلط» کے نام سے ایک قابل قـــدر کوشش کی ـ فیضی اور دیگر بہت سے عـــلماء نے قرآنی تفاسیر لکھیں ـ پھر فقه میں حکومتی ضرورتوں کے پیش نظر عہد عالمگیر میں «فتاوی عالمگیری»، مرتب ہوا تو مولانا محمد اکرم لاہوری نے اسمیں بھر پور حصه لیا ـ اور بیان کیا جاتا ہے که اس «فتاویٰ» کی ترتیب میں ایک چوتھائی حصه کام کی انھوں نے نگرانی کی ـ

یه امر ملحوظ رہنا چاہئیے که نظام تعلیم میں کتب درسیه کو غیر معمولی اہمیت اور مرکزیت حاصل رہی ہے ـ پچھلے زمـــانے میں عـــلماء کا کمال یه سمجھا جاتا تھا که انکی لکھی ہوئی درسی کتب مختصر اور حد درجه جامع ہوں ـ استاد کو ایسی کتابیں پڑھاتے وقت شرح و بسط سے تقـــریر کرنا ہوتی تھـــی جس کی بدولت نصاب میں شامل کـــتابوں کی شروح مـــرتب ہوئیں ـ اور حـــواشی وغـــیره

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی لکھے جانے لگے ۔ پنجاب کے علماء کا بھی یہی حال رہا ۔ انھوں نے اس میدان میں بہت سے کمالات دکھائے ۔ اور اساسی کتب کی شروح اور حواشی لکھے ۔ اس ضمن میں ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کی شروح خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ اسی طرح شیخ ابو یوسف ، محمد یعقوب البناتی اللاھوری کی کتبی حدیث و فقہ کی شروح سے بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ھے ۔ جن کے مطالعہ سے عیاں ھوتا ھے کہ ان کتابوں کا معیار ایران ، خراسان ، نیز عرب ممالک میں تصنیف شدہ کتب سے کسی طور بھی کم نہیں ، یہ کتابیں آج بھی مقبول ھیں اور متعلقہ موضوعات پر تحقیق کرتے وقت ان کتب سے استفادہ کئیے بغیر نہ تو تحقیقی کام مکمل ھو سکتا ھے اور نہ ھی تاریخی تسلسل قائم رہ سکتا ھے ۔ ان کتابوں کی حیثیت اسی طرح مسلم ھے جیسے کسی عرب مصنف کی کتاب کی ۔ یہ امر بدیہی ھے کہ یہ حیثیت فکری اور علمی میدان میں ھی ھو سکتی ھے جبکہ لسانی پہلو ثانوی حیثیت رکھتا ھے ۔ لہذا جمع و ترتیب اور بحث و تدقیق کے میدان میں جو کام ھوئے وہ کسی بھی لحاظ سے کم درجہ کے نہیں ھیں ۔

ممکن ھے یہاں یہ نکتہ اٹھایا جائے کہ پنجاب میں ھونے والا کام مقدار میں بہت کم معلوم ھوتا ھے تو اسکے جواب میں کئی باتیں کہی جا سکتی ھیں ۔ ایک تو یہ کہ پنجاب کے علاقوں میں ابتدائی دور میں جو کام ھوا ھے وہ ھم تک پہنچا ھی نہیں کیونکہ وہ ابھی تک متعارف نہیں ھوا ۔ دوسری بات یہ ھے کہ پنجاب ھندوستان میں اسلامی حکومت کے مرکز دھلی سے خاصا دور واقع تھا ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلئے جو پذیرائی دھلی کے علماء کو حاصل ھوئی وہ پنجاب کے علماء کو میسر نہ آسکی ۔ جسکی وجہ سے پنجاب سے بہت سے اھل علم ترک وطن کر کے دھلی چلے گئے اور پھر ھمیشہ کے لئے وھیں کے ھو رھے ۔ اسکے علاوہ پنجاب پر سکھوں نے بھی طویل عرصے تک حکومت کی ھے ۔ اس دور میں پنجاب کے مسلمانوں پر جو ستم ڈھائے گئے اس سے بخوبی اندازہ ھوتا ھے کہ مسلمانوں کے علوم اور کتابوں پر کیا بیتی ھو گی ؟ ۔ اور ان کی علمی میراث کو مٹانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا گیا ھو گا ؟ ۔

اس خطہ میں علم کی جو بھی خدمت ھوئی وہ باھر کی دنیا پر عیاں نہ ھو سکی ۔ ۔ اسکی بڑی وجہ یہ ھے کہ اس علاقے کے بارے میں جو بھی تذکرے لکھے گئے ان میں پنجاب کے علماء کو مناسب مقام نہ مل سکا اور ان کی علمی خدمات کو متعارف نہ کرایا گیا ۔

سب سے بڑی بات یہ ھے کہ اھل علم کی یہ روایت رھی ھے کہ وہ گوشہ نشینی کی زندگی کو ترجیح دیتے تھے ۔ اور وہ کنج عافیت میں بیٹھ کر علمی جواھر پارے تصنیف کرتے تھے جو یا تو ان کی وفات کے بعد وھیں ضائع ھو جاتے تھے یا اگر دست برد زمانہ سے بچ جاتے تو خاندانی وراثت قرار پاتے اور طاقوں میں سجے رھتے اور انکی طباعت کی کبھی نوبت نہ آتی ۔ آج بھی اگر پورے پنجاب کا علمی جائزہ لیا جائے تو ایسی ھزاروں کتابیں ملیں گی جن سے ابھی تک علمی دنیا روشناس نہیں ھو سکی ھے ۔

ھم اپنی اس گفتگو کو صاحب تاریخ مخزن پنجاب کے ان الفاظ پر ختم کرتے ھیں ۔ " مسلمان بادشاھوں کے وقت میں عربی و فارسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عــلم کو بہت ترقی ہوئی تھی جو ہندوؤں اور مسلمانوں کو پڑھائی جاتی تھیں ۔ » (۳۷)

حواشی و حوالہ جات ۔

۱ ۔ رشید اختر ندوی ۔ مغربی پاکستان کی تاریخ لاہور ، مرکزی اردو بورڈ ۱۹۶۵ ، ص ٦۵

۲ ۔ بحوالہ تاریخ ادبیات پاکستان و ہند ، ج ۲ ، ص ۱ ۔

۳ ۔ ندوی ، سید سلیمان عرب و ہند کے تعلقات احمد آباد ، ہندوستانی اکادمی ۱۹۳۰ ، ص ۱۰ ۔ ۱۱

۴ ۔ لی بان ، تمدن عرب (ترجمہ سید علی بلگرامی) آگرہ ، مطبع مفید عام ، ۱۸۹۸ء ص ۵۰۳ ،

۵ ۔ اشفاق سلیم میرزا (مدیر) سہ ماہی « ثقافت » (اسلام آباد) ج ۱ ، ش ۲ فرید الدین شیرکوٹی ص ٦۱

٦ ۔ حامد محمود (مدیر) تاریخ ادبیات پاکستان و ہند لاہور جامعہ پنجاب ، ج ۲ ، ص ۳ ۔

۷ ۔ عربیت یہ لفظ اپنے وسیع تر مفہــوم مــیں استعمال کیا گیا ہے ۔ جس سے مراد عربی زبان کے ساتھ ساتھ عربی ثقافت اور عرب تعلقات وغیرہ ہیں. عربوں سے علوم کے علاوہ جو کچھ دنیا کے اس خطہ میں منتقل ہوا اس اصطلاح سے وہ سبھی کچھ مراد ہے ۔ جبکہ علوم کا تذکرہ علیحدہ بھی ہوتا رہے گا ۔

۸ ۔ ابن حوقل ، کتاب صورۃ الارض ، لائیڈن مطبع بریل ۱۹۳۸ (دوسرا ایڈیشن) ص ۳۲۵ ۔

۹ ۔ مقدسی-احسن التقاسیم ، لائیڈن ، ۱۹٦ ص ۴۷۹ .

۱۰ ۔ الکوفی علی بن حامد بن ابی بکر چچ نامہ ، (فتح نامہ سند) اسلام آباد ، ادارہ تاریخ و ثقافت ۱۹۸۳ ، ص ۸ ۔

۱۱ ۔ البیرونی ، کتاب الہند کتاب البیرونی تحقیق مالہند ، حیدر آباد ، دائرۃ المعارف العثمانیہ ، ۱۳۷۷ ھ ص ۳۸

۱۲ ۔ بحوالہ تاریخ ادبیات پاکستان و ہند ، ج ۲ ، ص ۳۷ ۔

۱۳ ۔ عتبی ، تاریخ یمینی لاہور ، مطبع نامی ، بغیر تاریخ ، ص ۱۳۳

۱۴ عتبی تاریخ یمینی ۔ لاہور مطبع نامی پریس ص ۱۷ ۔ ۱۲ ۔ ۳۵ ۔

۱۵ ۔ عتبی ، تاریخ یمینی مطبع نامی پریس ، ص ۱۳۳

۱٦ ۔ سلطنت غزنویاں (استاذ خلیلی) ص ۲۸۴ ۔ ۲۸٦ ۔

۱۷ ۔ سلطنت عزنویاں ۔ ص ۲۸۴

۱۸ ۔ در پیر امون تاریخ بیہقی ۔ ص ۱۳۱ ۔ ۱۳۲ ۔

۱۹ ۔ ندوی ، ابو ظفر تاریخ سندھ اعظم گڑھ ، ندوۃ المصنفین ، ۱۳٦٦ ھ

۲۰ ۔ تفاصیل کے لئے دیکھئے ۔
(الف) علی اصغر پارسی نغــز (ب) در پیر امون تاریخ بیہقی ۱۰۰۵ ۔ ۱۰۱۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ج) تاریخ ادبیات پاکستان و ہند ، ج ۲ ، ص ۷۰ ـ ٦۷ ـ

۲۱ ـ ابن خلدون نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ھے ـ اسکے اپنے الفاظ یہ ھیں ـ « من الغریب الواقع جملة علوم فی الملة الاسلامیة اکثرهم العجم لا من العلوم الشرعیه ولا من العلوم العقلیه الا فی القلیل النادر » ـ ((مقدمہ ـ ۵۴۳ طبع مصر)

India , s Contribution to the study of Hadith Literature
Dakka , Dakka University , 1956 .

۲۲ ـ ڈاکٹر محمد اسحاق ، ص ۳۵ ـ ۳٦

۲۳ ـ تفاصیل کے لیے دیکھئے شبلی کی « شعرالعجم » اور ڈاکٹر داؤد پوتا کی تصنیف « عربی زبان کے فارسی پر اثرات » ـ

۲۴ ـ چہار مقالہ (تحقیق ڈاکٹر معین) ص ۲۲ (تہران تیسرا ایڈیشن)

۲۵ ـ تاریخ یمینی ـ ص ۱۷۰

Contribution of Sub – Continent to Arabic Literature
Lahore , Sheikh Muhammad Ashraf .

۲٦ ـ زبیر احمد ، ص ۳۵ ـ ۳٦ ـ

۲۷ ـ عبدالحئی رائے بریلوی نزهة الخواطر وبهجة المسامع و النواظر ـ کراچی ـ نور محمد اصح المطابع ، ۱۹۷٦ م ج ۱ (المئة السابعة)

۲۸ عبدالحئی رائے بریلوی ، الثقافة الاسلامیه فی الهند ، دمشق ۱۹۵۸ ـ ص ۱۳ ـ ۱۳

۲۹ ـ تلنبہ ، تاء کی زبر ، لام کی پیش نون ساکن ، باؤ کی زیر اور آخری ھاء ساکن ، یہ اس چھوٹے سے قصبے کا تلفظ ھے جو ضلع ملتان میں واقع ھے ـ اب بھی اسی نام سے پہچانا جاتا ھے ـ مذکورہ دونوں بھائیوں کی بدولت اس قصبہ کو اسلامی دنیا میں شہرت دوام ملی ـ

۳۰ ـ ڈاکٹر محمد اسحاق مطالعہ حدیث میں ہندوستان کا حصہ ـ ڈھاکہ ، ڈھاکہ یونیورسٹی ۱۹۵٦ ـ ص ۵۷ ـ ٦۷

۳۱ ـ عبدالحی رائے بریلوی الثقافہ الاسلامیہ فی الہند دمشق ۱۹۵٦ ـ ص ۱۳ Law — N . N
Prmotion of Learning in India during Mohammedan Rule
London . 1961

۳۲ ـ اس کتاب میں مختلف مقامات پر اس مفہوم کی عبارت درج ھے ـ

۳۳ ـ ابو الفضل العلامی ، آئین اکبری لکھنو ، مطبع نول کشور ۱۸۸۲ ـ ص ۲۰۲

۳۴ ـ ندوی ، مولوی ابو الحسنات ، « ہندوستان کی قدیمی اسلامی درسگاھیں لاہور ، مکتبہ خاور ، ۱۹۷۹ » ـ ص ۹۷ ـ ۹۸

۳۵ ـ اس اصطلاح سے عام طور پر حدیث نبوی کی چھ مشہور کتب ـ صحیح بخاری ـ صحیح مسلم ـ سنن ابی داؤد ـ سنن نسائی ـ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ مراد لی جاتی ھیں ـ

۳٦ ـ ظہور الاسلام (قاھرہ ، ۱۹٦۲) ج ـ ۱ ـ ص ۲۸۹

۳۷ غلام سرور لاھوری مفتی ، تاریخ مخزن پنجاب لاھور ۱۸۷۷ ـ ص ۱۲

© rasailojaraid.com